فقہ الاقلیات

نصرت جبیں*

ABSTRACT:

Fiqh al Aqalliyyat is a legal doctrine introduced in the 1990's by two muslim scholars Dr. Taha Jabar al-Alwani and Dr. Yusuf al-Qardawi. This doctorine asserts that Muslim minorities, especeially those risiding in the West, deserve a special new legal discipline to adress their special religious needs, which are different from those of muslims residing in Islamic countries.

The immigration of Muslims to Europe and America over the last hundred years particularly during the second half of the twentieth century has created and unprecedented situation Fiqh al-Aqalliyyat deals with the daily problems that arise for millions of Muslim individuals living in the West. It tries to resolve conflicts with culture and values of the host socities from within the framework of Islamic jurisprudence.

فقہ الاقلیات آج کی ایک نئی فقہی اصطلاح ہے جو حالات اور زمانہ کی رعایت کو پیش نظر رکھ کر وضع کی گئی ہے۔ انیسویں صدی میں جب مسلمان مغلوب ہو گئے عثمانی خلافت کا خاتمہ ہو گیا یہی وہ زمانہ تھا جب مغربی اقوام نے سائنس اور ٹیکنالوجی میں پیش رفت حیرت ناک انداز میں کی۔ مسلمان سائنسی علوم سے نابلد مغربی اقوام کے محکوم بن کر زندگی گزار رہے تھے۔ ایسے میں یہ سائنسی ٹیکنالوجی جس نے دنیا کے ہر فرد کو متاثر کیا، مسلمان بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ نتیجے کے طور پر نت نئے مسائل نے جنم لیا ان کا حل وقت کی اہم ضرورت تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد مختلف اسباب (جن میں علم کا حصول، معاش کا حصول اور محفوظ پناہ گاہ کی تلاش) کے پیش نظر غیر مسلم معاشروں کے ساتھ جا کر آباد ہو گئے۔ خاص طور پر مغربی ممالک میں جا کر آباد ہونے والے مسلمانوں کو جن مسائل کا سامنا کرنا پڑا، ان میں نمایاں طور پر حلال وحرام، مقامی سیاست میں شرکت، خاندانی اور عائلی مسائل اور معاشی مسائل نمایاں رہے جو ہنوز جاری ہیں۔ فقہائے کرام نے ان مخصوص حالات کے پیش نظر ان علاقوں میں بسنے والے مسلمانوں کے مسائل کا حل جس انداز میں پیش کیا اسے فقہ الاقلیات کا نام دیا گیا۔ فقہ الاقلیات کا تصور حالات زمانہ کی رعایت کو پیش نظر رکھ کر دیا گیا۔ اسے ہم رخصت کی فقہ ہرگز نہیں کہہ سکتے۔ مسلمان علماء اور فقہاء کا ایک طبقہ اس جدید روش کو ناپسند کرتا ہے۔ ان کے مطابق یہ

* پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی　برقی پتا: nusrat029@gmail.com

تاریخ موصولہ: ۵/۲/۲۰۱۵ء

دین اسلام کی شکل بگاڑنے کے مترادف ہے۔اس سے ہر علاقے کے اسلام کی شکل مختلف ہو جائے گی جس سے اتحادِ عالم اسلام شدید خطرے سے دوچار ہوگا۔لہٰذا وہ اس نئے رجحان کی مذمت کرتے نظر آتے ہیں۔زیر نظر تحقیق میں اس منفرد بحث کو اس انداز میں سامنے لایا گیا ہے کہ دونوں طرح کے رجحانات سامنے لائے جائیں اوران کے دلائل کا تقابل کرتے ہوئے موضوع کے جواز یا عدم جواز کو ثابت کیا جاسکے۔

تحقیق کا انداز تقابلی ہے۔محققہ نے اپنی رائے کا اظہار بھی کیا ہے،اس تحقیق سے قبل اس مضوع پر ڈاکٹر یوسف القرضاوی، ڈاکٹر طہٰ جابر العلوانی اور ڈاکٹر جمال الدین عطیہ اور ڈاکٹر صلاح الدین نے اپنے مقالے لکھے جو کتابی شکل میں چھپ چکے ہیں۔

فقہ کے لغوی معنی

اس لفظ کا مادہ فقہ ہے۔

صاحب لسان العرب لکھتے ہیں:

''الفقه العلم بالشئ والفهم له، وغلب على علم الدين ليسادته وشرفه وفضله على سائر انواع العلم''(۱)

یعنی کسی چیز کا ادراک اس کا علم اور اس کا گہرا فہم ہے۔لفظ زیادہ تر شریعت اور اصول دین کے علم کے لیے استعمال ہونے لگا۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ(۲)

تاکہ وہ دین کا علم رکھنے والے بنیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عباس کے لیے اسی طرح کی دعا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اللّٰهم فقهه فى الدين(۳)

اے اللہ اسے دین کا فہم عطا فرما۔

فقہ کا اصطلاحی مفہوم

فقہ سے مراد ہے شریعت کے عملی احکام کا وہ تفصیلی علم جو تفصیلی دلائل کی بنیاد پر ہو۔(۴)

عربی میں اس کی تعریف یوں کی گئی ہے:

الفقه هو العلم بالاحكام الشرعية العلمية عن ادلتها التفصيلية(۵)

یعنی فقہ سے مراد شریعت کے ان احکام کا علم ہے جو عملی زندگی سے تعلق رکھتے ہوں اور جو شریعت کے تفصیلی

دلائل سے ماخوذ ہوں۔

اقلیات کا لغوی مفہوم

اقلیات کا واحد اقلیت ہے۔

"الاقلیه. خلاف الاکثریة (ج) اقلیات"(۶)

"اقلیت اکثریت کے خلاف استعمال ہوتا اوراس کی جمع اقلیات ہے۔"

آکسفورڈ انگلش ڈکشنری میں یہ معنی اس طرح بیان کیے گئے ہیں:

"Minority the condition or fact of being smaller, inferior or subordinate. A small group of people seprated from the rest of the community by a difference in race, religion, languge etc."(۷)

"لفظ اقلیت اکثریت کے مدمقابل کے ہیں۔ یہ لفظ اگر انسانوں کے کسی گروہ کے لیے استعمال کیا جائے تو اس کا مطلب ہے کہ ایسا انسانی گروہ جو باقی معاشرے سے نسلی، مذہبی یا لسانی اعتبار سے مختلف ہو اور عددی اعتبار سے معاشرے کے باقی گروہوں سے کم ہو۔"

اقلیت کا اصطلاحی مفہوم

اقلیت کی متعدد تعریفیں بیان کی گئی ہیں۔ ان تمام تعریفات میں اقلیت کی انفرادیت جن خاص پہلوؤں سے نمایاں ہوتی ہے۔وہ یہ ہیں:

۱۔ افراد کی تعداد میں قلت

۲۔ اقلیت کا مغلوب ہونا

۳۔ اقلیت نسل،قوم،ثقافت،زبان یا مذہب کے اعتبار سے اکثریتی طبقے سے الگ ہو۔

ڈاکٹر یوسف القرضاوی اقلیت کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ویرادبھا: کل مجموعة بشریة فی قطر من الأقطار، تمیز عن أکثریة أهله فی الدین، أو المذهب أوالعرق، أواللغة، أو نحو ذلک، من الأساسیات التی تتمایز بها المجموعات البشریة بعضها عن بعض."(۸)

یعنی اس سے مراد کسی بھی ملک میں وہ انسانی گروہ ہے جو اپنے دین، مذہب، نسل، زبان یا کسی اور بنیادی و اساسی چیز میں اس ملک کے اکثریتی گروہ سے مختلف ہو۔"

ڈاکٹر جمال الدین عطیہ اقلیت کی ایک جامع تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اقلیت ایک ایسے انسانی گروہ کا نام ہے جو قومی، نسلی، مذہبی یا لسانی بنیاد پر متحد ہو اور ملک میں موجود دوسرے

با اختیار گروہوں سے مختلف ہو۔''(۹)

ڈاکٹر علوانی اسے سیاسی اصطلاح کا نام دیتے ہیں:

''اقلیت ایک سیاسی اصطلاح ہے جو کہ جدید بین الاقوامی سماجی رویوں کی بدولت وجود میں آئی۔ یہ ریاست کے کسی ایک گروہ یا گروہوں کی طرف اشارہ کرتی ہے جو کہ اکثریتی آبادی سے مختلف حیثیت میں نسلی، لسانی یا مذہبی وابستگی کی بنیاد پر معرضِ وجود میں آتی ہے۔''(۱۰)

ان تمام تعریفات کو مدنظر رکھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اقلیت دراصل (۱) تعداد کی کمی (۲) افراد کا مغلوب ہونا (۳) اور یہ کہ اقلیت نسل قوم، ثقافت، زبان یا مذہب کے اعتبار سے اکثریتی طبقے سے الگ تھلگ ہوتی ہے۔

فقہ الاقلیات کا مفہوم

اقلیات کی فقہ۔ یہ اصطلاح سب سے پہلے ڈاکٹر طٰہٰ جابر العلوانی نے ۱۹۹۴ء کو اپنے مقالہ میں استعمال کی۔ غیر مسلم ممالک میں آباد مسلمانوں کے مخصوص ماحول اور حالات کو پیش نظر رکھ کر فقہاء کی طرف سے دیے جانے والے، اُن مسائل کے وہ حل ہیں جو مسلمانوں کو اس وقت درپیش ہیں۔ڈاکٹر جابر العلونی اس کی وضاحت یوں کرتے ہیں:

''یعنی فقہ الاقلیات کی اصطلاح جو استعمال کی گئی ہے اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ اس کے ذریعے مسلم اقلیات کو کوئی رعایتیں دی جائیں گی جو کہ مسلم اکثریت کو حاصل نہیں۔ بلکہ اس کا مقصد تو یہ ہے کہ غیر مسلم ممالک میں مسلم اقلیتیں ماڈل بنیں۔ یہ فقہ دراصل ہر طرح کے ماحول کے زیر اثر رہنے والے مسلمانوں کے لیے رہنمائی ہے نہ کہ رعایتوں سے بھرپور۔ یہ فقہ، فقہ کے بنیادی اصولوں پر مبنی ہے۔ بہت سارے پیمانوں کی نشان دہی کر دی گئی ہے جو کہ ہمارے اس طریق کار، کو واضح کرتے ہیں جو اقلیتی ارکان کی طرف سے پوچھے گئے سوالات کے جواب میں اپنایا جاتا ہے۔''(۱۱)

ڈاکٹر یوسف القرضاوی جنہیں ڈاکٹر طٰہٰ کا ہم فکر اور ہم نشین سمجھا جاتا ہے کیونکہ یہ بھی فقہ الاقلیات کے حوالے سے الگ اور نمایاں مقام رکھتے ہیں، ان دونوں حضرات نے باقاعدہ طور پر ۲۰۰۱ء میں ''یورپی مجلس برائے افتاء و تحقیق کے زیر اہتمام منعقدہ ایک کانفرنس میں پیش کیے جانے والے ہے۔ مقالہ جات میں اس کی تفصیلات بتائیں۔ ڈاکٹر قرضاوی لکھتے ہیں:

''وهـذه الأقليات المسلمة خارج دار الٔسلام أو البعيدة عن المجتمع المسلم، تحتاج إلى فقه خاص، يقوم على اجتهاد شرعي قويم، يراعي مكانها وزمانها وظروفها الخاصة، وأنها لاتـملک أن تفرض أحكام شريعتها على المجتمع الذى تعيش فيه، وأنها مضطرة أن نتعامل وفق أنظمة ذلک الجتمع وقوانينه، وبعض هذه الأنظمة والقوانين تخالف شريعة الٔسلام''(۱۲)

''فقہ الاقلیات دراصل مسلم معاشرہ سے دور رہائش پذیر مسلم اقلیتوں کے لیے ایک مخصوص فقہ ہے جو کہ نہایت مناسب شرعی اجتہاد پر قائم ہے اور جو ان اقلیتوں کے زمان ومکان نیز مخصوص حالات کی رعایت کرے اور اس بات کا لحاظ کرے کہ یہ مسلم اقلیتیں اپنے معاشرہ پر اپنی شریعت کے احکام نافذ کرنے کی قدرت نہیں رکھتی ہیں اور اپنے معاشرہ کے نظاموں اور قوانین کی رعایت کرنا ان کی مجبوری ہے جبکہ ان میں سے کچھ شریعت اسلامی کے مخالف بھی ہیں۔''

بعض افراد کی طرف سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس قسم کی کوشش گویا کسی نئے اسلام کی تخلیق ہے۔طٰہٰ جابر العلوانی اس بات کی نفی کرتے ہیں کہ فقہ الاقلیات کا مطلب ایک نئے اسلام کی تخلیق ہے۔وہ اس اعتراض کی پرزور تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"The purpose of Fiqh al-Aqalliyaat was not to recreat Islam, rat her it it a set of methodologies that govern how a jurist would work within the fle xibility of the religion to best apply it to particular circumstances."(۱۳)

یعنی فقہ الاقلیات کسی نئے اسلام کی تخلیق ہرگز نہیں بلکہ اس کا مقصد ایسے فقہی اصولوں کو قائم کرنا ہے جن کو پیش نظر رکھ کر ایک فقیہہ اسلام کی دی گئی رعایتوں اور گنجائشوں کے مطابق مخصوص حالات کے پیش نظر فیصلہ کرسکے۔

فقہ الاقلیات کے مصادر وضوابط

فقہ الاقلیات کے مصادر وہی ہیں جو ہماری عمومی فقہ ہیں۔لیکن تبدیلی حالات اور واقعات کی وجہ سے اس میں کچھ تجدیدی رویوں کو بھی شامل کیا گیا ہے۔جیسا کہ ڈاکٹر یوسف القرضاوی لکھتے ہیں:

''إن مصادر (فقه الاقليات) هي مصادر الفقه العام نفسها ولكن ينبغي أن يكون لهذا الفقه وقفات (تجديدة) لهذه المصادر.''(۱۴)

عمومی فقہ کے مصادر ہی فقہ الاقلیات کے مصادر ہیں اور یہ قرآن،سنت،اجماع،قیاس،اجتہاد استصلاح،(مصالح مرسلہ)،استحسان،سد ذرائع،پچھلی شریعتیں،عرف،استصحاب اور قول صحابی ہیں۔

فقہ الاقلیات کے مقاصد

مسلم اقلیات کی جس فقہ کو زیر بحث لایا گیا ہے اس کے مقاصد واہداف بھی فقہاء نے طے کیے ہیں تاکہ اس فقہ کے ذریعے مسلمان اقلیتوں کی زندگی میں شرعی احکام وقواعد کے تحت ان مقاصد کا حصول ممکن ہوسکے۔

۱۔　مسلمان اقلیتوں کے افراد،خاندان اور معاشرے کے لیے دین پر عمل کرنے میں سہولت کو مدنظر رکھنا تاکہ وہ اپنے لیے اس میں کسی قسم کی کوئی تنگی محسوس نہ کریں۔

۲۔ مسلمان اقلیتوں کے مذہبی اور ثقافتی شعائر کی حفاظت میں ان کی مدد کرنا تا کہ وہ اپنی عبادات کو بامقصد بنا سکیں اور اسی منہج پر اپنی اولاد کی تربیت کریں۔

۳۔ اقلیتی مسلمان افراد معاشرہ کو اس قابل بنانا کہ وہ اکثریتی غیر مسلم آبادی کے ساتھ رہتے ہوئے داعی دین کی حیثیت میں زندگی گزاریں۔

۴۔ حدود آشنا مگر لچک دار رویہ اختیار کرنے میں رہنمائی کرنا تا کہ مسلم اقلیتیں جس غیر مسلم معاشرہ کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں ان سے بالکل کٹ کر جدا نہ ہو جائیں۔

۵۔ مسلم اقلیتوں کی رہنمائی کرنا تا کہ وہ اپنے حقوق جو مذہبی، سماجی، اقتصادی اور سیاسی ہیں، سے آشنا ہو کر ان کی حفاظت کر سکیں۔

۶۔ دین میں غلو سے بچانا اس کے ساتھ ساتھ دنیا کی حرص سے بچانا تا کہ وہ حرام سے بچ سکیں۔

۷۔ غیر مسلم معاشرہ میں رہائش پذیر مسلمان افراد معاشرہ کے مسائل کا حل اجتماعی اجتہاد کے ذریعے پیش کرنا تا کہ ان کے لیے مناسب حل نکل سکے۔(۱۵)

فقہ الاقلیات کے ان مقاصد بالا سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ فقہ اصل میں ناموافق حالات میں مسلمانوں کے لیے راہ عمل کی خاطر مناسب حل تجویز کرنا ہے تا کہ مسلمان اپنی خاص پہچان قائم رکھ سکیں اور مقصدِ زندگی کو ذہن نشین رکھ کر زندگی گزاریں۔

فقہ الاقلیات کی خصوصیات

فقہ الاقلیات کی خصوصیات کو جاننا اس لیے ضروری ہے تا کہ اس اہداف حاصل کرنے میں مدد مل سکے۔

۱۔ یہ فقہ اپنے عظیم فقہی ورثہ کے ساتھ حالاتِ حاضرہ پر نظر رکھتی ہے تا کہ اعتدال کی راہ اختیار کی جا سکے۔

۲۔ یہ فقہ اسلام کی عالمگیریت کو اجاگر کرتی ہے اور غیر مسلم معاشروں کے درمیان رہتے ہوئے مسلمان افراد کو اس معاشرہ میں موجود برائیوں سے بچنے میں مدد فراہم کرتی ہے۔

۳۔ یہ فقہ شریعت کی جزوی نصوص اور کلی مقاصد کے درمیان توازن قائم کرتی ہے۔

۴۔ کلیات کی روشنی میں جزئیات کو حل کرتی ہے۔

۵۔ یہ فقہ زماں و مکاں اور عرف و عادت کی بنا پر فتویٰ میں تبدیلی کی قائل ہے اور یہی علمائے امت کا موقف ہے۔

اختلاف زماں و مکاں جتنا عصر حاضر میں دیکھنے کو مل رہا ہے، اتنا ماضی میں کسی بھی زمانے میں نہیں دیکھا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایسے علاقوں میں اسلامی اقدار اور روایات بالکل اجنبی دکھائی دیتی ہوں فقہ الاقلیات جہاں زماں و مکاں اور عرف و عادت کے تغیر کا لحاظ کرتی ہے اس کے ساتھ ساتھ غیر مسلم معاشروں کے ساتھ اخلاق و اقدار کی اجنبیت کو بھی ختم

کرنے میں مدد دیتی ہے۔(۱۶)

فقہ الاقلیات کی بنیادیں

فقہ الاقلیات کی جو بنیادیں دورِ حاضر کے فقہا نے تجویز کی ہیں۔اگر چہ وہ اسی فقہ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ عمومی فقہ اسلامی کی بنیادیں بھی قرار پا سکتی ہیں۔لیکن خصوصی طور پر فقہ الاقلیات کی بنیادیں اس لیے قرار پاتی ہیں کہ یہاں رعایت زیادہ مطلوب ہے۔ڈاکٹر یوسف القرضاوی نے فقہ الاقلیات کی جن بنیادوں کی طرف نشان دہی کی ہے۔وہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ لا فقه بغير اجتهاد معاصر قويم

''مضبوط معاصر اجتہاد کے بغیر کوئی فقہ وجود میں نہیں آسکتی۔''

۲۔ مراعاة القواعد الفقيهة الكلية

''کلی فقہی قواعد کی رعایت''

۳۔ العناية بفقه الواقع المعيش

''مسائل کا صحیح فہم ہونا''

۴۔ التركيز على فقه الجماعة لامجرد الأفراد

''افراد سے زیادہ مسلم جماعت کا خیال''

۵۔ تبنى منهج التسير

''تیسیر کا منہج اختیار کرنا''

۶۔ مراعاة قاعدة (تغير الفتوى بتغير موجباتها)

''قاعدہ (اسباب کی تبدیلی سے فتویٰ میں تبدیلی) کی رعایت''

۷۔ مراعاة سنة التدرج

''قانون تدریج کی رعایت''

۸۔ الاعتراف بالضرورات والحاجات البشرية''(۱۷)

''انسانی ضروریات وحاجات کا اعتراف''

ڈاکٹر صلاح الدین عبدالحلیم سلطان نے بھی فقہ الاقلیات سے متعلق اجتہاد کے کچھ ضوابط تحریر کیے ہیں۔جن کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

۱۔ ہم وطنی کے تصور کا استحکام۔

۲۔ وطن کی فلاح و بہبود سے متعلق اپنی ذمہ داریوں کا پختہ شعور

۳۔ نص اور عملی صورت حال دونوں کے بیک وقت گہرے فہم کی ضرورت واہمیت

۴۔ عمومی مسائل کے حل میں اجتماعی اجتہاد کی طرف رجوع

۵۔ اجتہاد میں شرعی دلیل کے ساتھ قلبی خشیت کی موجودگی

۶۔ عبادات اور معاملات دونوں میں ''فقہ المقاصد'' کو بنیادی حیثیت دینا

۷۔ اندرونی وسائل اور بیرونی حالات کے مطابق ترجیحات کا لحاظ

۸۔ مختلف مسالک کی باہمی قربت اور اجتہاد میں انتخاب یا تخلیقیت

۹۔ فقہ التیسیر کا انتخاب اور تدریج کی رعایت

۱۰۔ اقلیتوں کی مخصوص صورت حال کے پیش نظر ممنوعات کے شرعی متبادل کے سلسلہ میں اجتہاد (۱۸)

فقہ الاقلیات فقہ کی تجدید نو ہے اور یہ تجدید کسی بھی فقیہہ کے لیے آسان نہیں جب تک فہم دین میں پختہ نہ ہو اور اپنی قوم اور اپنے زمانہ کی زبان کو نہ جانتا ہو نیز یہ فقہ بغیر مضبوط معاصر اجتہاد کے وجود میں نہیں آ سکتی۔

فقہ الاقلیات کے حوالے سے تحفظات

فقہ الاقلیات کے حوالے سے جن لوگوں نے اپنے تحفظات کا اظہار کیا ہے ان میں نمایاں نام ڈاکٹر سعید رمضان بوطی کا ہے۔ جو شام سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسی طرح مولانا ابوالحسن علی ندوی جن کا جامعہ ازہر سے تعلق رہا انھوں نے امریکہ کے دورہ کے دوران جون ۱۹۷۷ء میں ''نیوجرسی'' میں خطاب کیا۔ اپنے خطاب میں مسلم اقلیات کی اس نئی فقہ کے بارے میں کچھ خدشات کا اظہار کیا۔ اسی طرح ایک نوجوان مسلم سکالر آصف کے خان جو کہ خود بھی ایک عرصہ سے برطانیہ میں مقیم ہیں، انھوں نے پرزور دلائل کے ساتھ اس بات پر زور دیا ہے کہ آج اس قسم کی فقہ گویا شریعت میں رخصتوں کی فقہ کو ایجاد کرنے کے مترادف ہے۔ قائلین جواز اور قائلین عدم جواز کے دلائل کی روشنی میں فقہ الاقلیات کو سمجھنا زیادہ آسان ہوگا۔

قائلین عدم جواز

قائلین عدم جواز کے نزدیک فقہ الاقلیات دین اسلام کی شکل تبدیل کرنے کے مترادف ہے۔ اپنے دلائل میں قرآن کی جن آیات کو دلیل بناتے ہیں وہ یہ ہیں:

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ○(۱۹)

''ہم نے آپ کی طرف (ایسی) کتاب نازل کی ہے جس میں ہر شے کی وضاحت موجود ہے اور ہدایت اور رحمت ہے۔ اللہ کے تابع داروں کو خوش خبری دے دو۔''

لہٰذا کسی مسلمان کے پاس اس بات کا حق نہیں کہ وہ یہ دعویٰ کرے کہ کچھ حالات و معاملات ایسے ہیں جن کے بارے

میں شریعت نے کوئی ہدایت نہیں دی۔

اللہ رب العزت نے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت کو اسلامی معاشرے میں ایک فیصلہ کن ہستی قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَلَا وَ رَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًاo(۲۰)

''خدا کی قسم یہ ایمان والے نہیں ہیں جب تک یہ آپ کو اپنے معاملات میں حکم تسلیم نہ کرلیں پھر (اس کے بعد) اپنے دل میں کسی قسم کی تنگی نہ پائیں جو آپ فیصلہ کردیں۔''

اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فیصلہ سازی کا منصب بھی دیا اور اس فیصلہ سازی کو ہر مسلمان کے لیے لازم قرار دیا کہ وہ اسے تسلیم کرے۔اس انداز میں کہ اس کے دل میں کسی قسم کی تنگی نہ پائی جائے۔

فتویٰ سازی اور آن لائن فتاوی جاری کرنے کے رجحان کی مذمت کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے عدم جواز کے قائلین استشہاد کرتے ہیں:

وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَo(۲۳)

ترجمہ:''اور یہ جو تمہاری زبانیں جھوٹے احکام لگایا کرتی ہیں کہ یہ چیز حلال ہے اور وہ حرام، تو اس طرح کے حکم لگا کر اللہ پر جھوٹ نہ باندھا کرو جو لوگ اللہ پر جھوٹے افترا باندھتے ہیں وہ ہرگز فلاح نہیں پایا کرتے۔''

یہود کی طرح حیلہ سازی کی ممانعت:

لاترتکبوا ارتکب الیهود وتستلحوا محارم الله بأدنی الحیل(۲۴)

''یہود کی طرح اللہ کی حرام ٹھہرائی ہوئی چیزوں کو حلال نہ کرلو، معمولی حیلوں کے ذریعے۔''

ان تین سکالرز کی آراء کا جائزہ لیا جانا ضروری ہے جن کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے، تاکہ ان خدشات وتحفظات کو پیش نظر بھی رکھا جائے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ واقعتاً ہر علاقے کا اسلام مختلف ہوجائے اور ایسی فقہ' دراصل' دین سے رخصتوں کا نام بن کر رہ جائے۔اعتدال ہر دو جانب رکھنا انتہائی ضروری ہے۔

ڈاکٹر رمضان بوطی اپنے خدشات کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''آیئے اپنے دلوں میں خفیہ جگہ تلاش کریں جس میں اللہ کے پیغمبر سے محبت ہو، اگر ہم سچے ہیں کہ ہم ابھی تک اپنے وعدے پر قائم ہیں اور ہمارے دل پیغمبر کی محبت سے لبریز ہیں تو پھر اس کا ثبوت دیں۔کیا ہم شریعت کی حفاظت کر رہے ہیں اور اسے تبدیل ہونے سے بچا رہے ہیں، اس لیے کہ یہ روایات کے نام پر حالات یا

اقلیتوں کی فقہ یا کوئی اور عذر جس کی بنیاد بنا کر شریعت میں تبدیلی لائی جائے ایسا ممکن نہیں۔'' (۲۵)

شیخ محمد رمضان البوطی، فقہ الاقلیات کے رجحان کو شدید تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے آن لائن فتوی کی مخالفت کرتے ہیں کیونکہ فقہ الاقلیات کا یہ ایک بڑا ذریعہ ہے، وہ کہتے ہیں:

''جو لوگ آن لائن فتوی دیتے ہیں میرا ان سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی مجھے یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ وہ کون لوگ ہیں جو ایسے فتاوی کے ذریعے بہت ساری چیزوں کو تبدیل اور خراب کر رہے ہیں۔لیکن اگر ہم نے اس حالت کو جاری رہنے دیا تو چند سالوں میں ہمارے سامنے ایک نئی شریعت ہوگی۔اس نئی شریعت کے سامنے ہمارے پاس بہت سارے عذرات ہوں گے۔ یہ عذرات وقت، جگہ اور ماحولیاتی ہوں گے۔اسی طرح موسم، فلاح و بہبود اور بہت سے دیگر عذرات نئی شریعت کو وجود میں لانے کے بہانے بنیں گے۔'' (۲۶)

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی بھی اپنے اس خدشے کا اظہار کرتے ہیں کہ یہ کوشش اسلام ک علاقہ وار تقسیم کرنے اور اس کی عالمگیریت کو ختم کرنے کے مترادف ہے۔

"I for the day in America as elsewhere, when we will withdraw in to our shells and entangled in the labyrinth of study and research and our connect ing li9nks with the real fountain head of Islam and with the Islamic centres will be broken where in spite of all drawbacks, Islam is still, alive and the springs of Islamic warmth and eagerness will dry up within us. it will be then that the American Islam, European Islam and Japanese, Iranian, Indian and Pakistani Islams will emerge making it impossible to distinguish one from the other. They will be as different from each other as an American is from an Asian or a Japanese from an Afghan and Islamic societies will appear whose mental attitudes and natural inclination and values will be widely aprt."(۲۷)

''یعنی مجھے ڈر ہے کہ امریکہ اور دنیا کے دیگر ممالک میں جب ہم اپنے اصل خول سے باہر نکل آئے اور تحقیق اور تعلیم کے مشکل اور پیچیدہ راستوں پر چل پڑے تو ہمارا رابطہ سرچشمۂ اسلام اور اسلام کے محور و مرکز سے ٹوٹ جائے گا۔اس ساری کمی کے باوجود اسلام ابھی بھی زندہ ہے۔اسلامی گرمجوشی اور خواہش مندی ہماری طرف سے ہی ختم ہوتی جائے گی اور ایسا تب ہوگا جب امریکہ کا اسلام یورپی اسلام جاپانی اسلام، ایرانی، ہندوستانی اور پاکستانی اسلام کی شکل اختیار کرے گا۔ یہ بہت مشکل ہو جائے گا کہ ہر ایک کو دوسرے سے الگ پہچانا جائے۔اسلام کی ایسی شکلیں ایک دوسرے سے اتنی مختلف ہوں گی جیسے امریکی اور ایشیائی اور جاپانی اور افغانی باہم مختلف ہیں اور کچھ اس طرح کے اسلامی معاشرے وجود میں آئیں گے جن کے ذہنی رویے اور قدریں ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہوں گی۔''

Watford (انگلینڈ) میں مقیم پاکستانی سکالر آصف کے خان فقہ الاقلیات کے حوالے سے طٰہٰ جابر علوانی کی بیان کردہ تعریفات کا جائزہ لیتے ہوئے ان الفاظ میں اس نئے رجحان کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں:

''اس سوچ (فقہ الاقلیات) اور فلاسفی اور اسی کی تصدیق میں دیئے جانے والے دلائل پر غور کرنے سے ہم یہ دیکھ سکتے ہیں کہ یہ مخصوص حالات اور ماحول کے پیش نظر یہ سوچ اپنائی جا رہی ہے اور اس کو مآ خذ قانون کا درجہ دیا جا رہا ہے۔ ایسی فکری رسائی اپنے اندر عملی وسعت رکھتی ہے۔ نتیجے کے طور پر اس فکری رسائی نے اصل شریعت اور اس کے اصولوں کو نظر انداز کرنا شروع کر دیا ہے۔ جس میں قرآن وسنت جو کہ اصل مآ خذ شریعت ہیں سے متضاد رویہ ہے۔ (یعنی حالات اور زمانہ کی رعایت کو)۔'' (۲۸)

فقہ الاقلیات کے حوالے سے یہ اعتراضات ایسی شخصیات کی طرف سے ہیں جو علم وفہم میں ایک مقام رکھتی ہیں لیکن دوسری طرف فقہ الاقلیات کے تصور اور ارتقاء میں عملی طور پر حصہ لینے والی شخصیات کا مقام بھی کم نہیں، لہٰذا دونوں طرف کے دلائل کو پیش نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔

قائلین جواز کے دلائل

قائلین جواز میں سرفہرست ڈاکٹر یوسف القرضاوی ہیں۔ وہ غیر مسلم معاشروں میں رہائش پذیر مسلم اقلیتوں کے مسائل کی رعائیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہتے ہیں:

''دار الاسلام سے باہر اور مسلم معاشرہ سے دور رہائش پذیر ان مسلم اقلیتوں کو ایک ایسی مخصوص فقہ کی ضرورت ہے جو نہایت مناسب شرعی اجتہاد کی بنیاد پر قائم ہو اور جو ان اقلیتوں کے زماں ومکان نیز مخصوص حالات کی رعایت کرے اور اس بات کا لحاظ کرے کہ یہ مسلم اقلیتیں اپنے معاشرہ پر اپنی شریعت کے احکام نافذ کرنے کی قدرت نہیں رکھتی ہیں، اور اپنے معاشرہ کے نظاموں وقوانین کی رعایت کرنا ان کی مجبوری ہے۔'' (۲۹)

مزید برآں قائلین جواز میں جن قرآنی دلائل کو پیش کرتے ہیں۔ وہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ دین اسلام غالب ہوکر رہنے والا دین ہے:

وَيَأْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۝(۳۰)

''اور اللہ کو اس بات پر اصرار ہے کہ وہ اپنے نور کو مکمل کرے گا خواہ کافروں کو ناگوار گزرے، اس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ وہ اسے دیگر تمام ادیان پر غالب کردے خواہ مشرکین کو یہ ناپسند ہو۔''

۲۔ قائلین کے نزدیک فقہ الاقلیات کی بنیاد ''مصلحت''، ''ضرورت'' اور ''مشقت'' وغیرہ سے متعلق قواعد جیسے

جلب المصالح ودرء المفاسد، الضرورات تبیح المحظورات، المشقۃ تجلب التیسیر وغیرہ ہیں۔(۳۱)

۳۔ اللہ آسانی کو پسند کرتا ہے:

یُرِیۡدُ اللّٰہُ بِکُمُ الۡیُسۡرَ وَ لَا یُرِیۡدُ بِکُمُ الۡعُسۡرَ (۳۲)

''اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے تنگی نہیں چاہتا۔''

۴۔ استطاعت سے بڑھ کر بوجھ سے رہائی دلاتا ہے:

یَاۡمُرُهُمۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ یَنۡهٰهُمۡ عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیۡهِمُ الۡخَبٰٓئِثَ وَ یَضَعُ عَنۡهُمۡ اِصۡرَهُمۡ وَ الۡاَغۡلٰلَ الَّتِیۡ كَانَتۡ عَلَیۡهِمۡ (۳۳)

''وہ (آخری رسول) انھیں نیک کام کا حکم دیتا ہے اور برے کام سے روکتا ہے۔اور پاک چیزوں کو ان کے لیے حلال کرتا ہے اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام ٹھہراتا ہے اور ان پر سے وہ بوجھ اور طوق جو ان کے اوپر تھے اتارتا ہے۔''

۵۔ اسی بات کو سورہ النساء میں دھرایا گیا:

یُرِیۡدُ اللّٰہُ اَنۡ یُّخَفِّفَ عَنۡکُمۡ ۚ وَ خُلِقَ الۡاِنۡسَانُ ضَعِیۡفًا ﴿۲۸﴾ (۳۴)

''اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے بوجھ ہلکا کرے اور انسان کمزور بنایا گیا ہے۔''

حضرت معاذ بن جبلؓ اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو جب رسول اللہؐ نے یمن کا والی مقرر فرمایا تو ہدایت فرمائی:

یسرا ولاتعسرا بشرا ولا تنفرا (۳۵)

''تم دونوں آسانی پیدا کرنا مشکل پیدا نہ کرنا اور خوشخبری دینا نفرت نہ دلانا۔''

۶۔ امام احمد بن ادریس القرافی ملک کے عرف کا خیال رکھتے ہوئے قاضی کے لیے لازم ٹھہراتے ہیں کہ فتویٰ لینے والے کے علاقے اور ملک کے عرف کا خیال رکھے نہ کہ اپنے ملک کے عرف پر فتویٰ دے۔وہ لکھتے ہیں:

اذا جائک رجل من غیر اهل اقلیمک یستفتیک لاتجره علی عرف بلدک واسالہ عن عرف بلده واجده علیه وافته به دون عرف بلدک (۳۶)

''جب تمہارے پاس کسی دوسرے علاقے کا فرد فتویٰ لینے آئے تو اُسے اپنے علاقے کے عرف کے مطابق فتویٰ نہ دو۔اس سے اُس کے علاقے کے عرف کے بارے میں پوچھو اور پھر اُس کے علاقے کے مطابق فتویٰ دو نہ کہ اپنے علاقے کے مطابق۔''

۷۔ قرآن حکیم میں اضطراری حالت میں تخفیف اور تسہیل دی گئی ہے۔فرمایا:

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیۡکُمُ الۡمَیۡتَۃَ وَ الدَّمَ وَ لَحۡمَ الۡخِنۡزِیۡرِ وَ مَاۤ اُہِلَّ بِہٖ لِغَیۡرِ اللّٰہِ ۚ فَمَنِ اضۡطُرَّ غَیۡرَ بَاغٍ وَّ

لَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○(۳۷)

''اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام کیا ہے مردار، خون، سور کا گوشت اور جس پر غیر اللہ کا نام لیا جائے جو شخص مجبوری کی حالت میں ہو اور وہ ان میں سے کوئی چیز کھالے بغیر اس کے کہ وہ قانون شکنی کا ارادہ رکھتا ہو، یا حد سے تجاوز کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں بے شک اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔''

قائلین جواز اور قائلین عدم جواز ہر دو کے دلائل اپنی جگہ پر بہت مضبوط ہیں، لیکن دیکھنا یہ ہے کہ بدلتے حالات کے پیش نظر ہم اپنے مسائل کا حل کس انداز میں تلاش کریں۔ یہ بھی ایک افسوس ناک امر ہے کہ فتویٰ دینے کا حق اس وقت ہر شخص کو حاصل ہو جائے اور لوگوں کو اپنی جہالت کی بنیاد پر ایسے فتاویٰ دیں جن کا اصل میں دین سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ فقہ اکیڈمیز اور اداروں کا قیام اس حوالے سے ایک مستحسن عمل ہے تاکہ ایسے فورمز کے ذریعے زیادہ سے زیادہ مشاورت ممکن بنائی جاسکے۔ موجودہ نئے مسائل جن کا تعلق جدید سائنس اور ٹیکنالوجی سے ہے۔ ان شعبوں کے ماہرین سے مشاورت بھی ضروری ہے اور محققہ کی رائے ہے کہ دنیا کے تمام فقہی اداروں کا باہم مربوط ہونا ضروری ہے تاکہ فیصلوں میں ہم آہنگی پیدا ہوسکے۔ علاوہ ازیں مغربی ممالک میں قائم کیے جانے والے فقہی اداروں میں اس وقت خصوصاً یورپی افتاء کونسل کے کچھ فیصلوں پر دنیا کے دیگر حصوں میں بسنے والے علماء کا اتفاق نہیں، ایسے فیصلوں کو صادر کرنے سے قبل مجلس کی شرائط کو ملحوظ رکھنا بہت ضروری ہے تاکہ ایسے فیصلوں اور فتاوی سے بچا جاسکے جن پر اکثر علماء کے تحفظات ہیں۔

فقہ الاقلیات کے حوالے سے ایک خدشہ یہ بھی ہے کہ یہ رخصتوں کی فقہ ہے، حالانکہ فقہ الاقلیات کوئی رخصتیں اور آسانیاں اکٹھی کرنے کی فقہ نہیں ہے۔ بلکہ مخصوص ماحول میں اسلامی طرزِ زندگی کے احیاء کے لیے کی جانے والی کوششیں ہیں۔ ڈاکٹر فہیم اختر ندوی اس حوالے سے رقمطراز ہیں:

''فقہ الاقلیات سے مراد یہ نہیں ہے کہ غیر مسلم معاشروں میں رہنے والے مسلمانوں کے لیے شریعت کی رخصتیں اور آسانیاں اکٹھی کر دی جائیں اور فقہ اسلامی میں ایک نیا جزوی قسم کا اضافہ کیا جائے۔ اس رجحان کے ساتھ فقہ الاقلیات کوئی مفید چیز نہیں ہوگی۔ بلکہ اس کا نقصان یہ ہوگا کہ اس سے ایسا ذہن تیار ہوگا جس میں مسلمان شریعت کے کچھ احکام پر عمل کر کے مطمئن ہوگا۔ مگر پوری شریعت سے محروم رہے گا۔ فقہ الاقلیات سے یہاں مراد یہ ہے کہ عالمی سطح پر جو حالات بین الاقوامی تعلقات، ممالک کی نوعیت اور معاشرتی احوال ہیں انہیں پیش نظر رکھتے ہوئے قرآن وسنت کی اصولی ہدایات اور مقاصد شرع کی روشنی میں احکام طے کیے جائیں۔ یہ رخصت کی فقہ نہیں بلکہ عزیمت کی فقہ ہوگی۔ بہرحال اس کے خدوخال اور اس کے اصول وضوابط پر گفتگو اور رد وقدح ہوگی لیکن موجودہ احوال میں فقہ الاقلیات ضرور ایک قابل غور موضوع ہے۔'' (۳۸)

عصر حاضر میں فقہ الاقلیات کی ضرورت اور اہمیت سے انکار نہیں کیونکہ دنیا کے اندر مسائل کی نوعیت تیزی سے تبدیل ہو رہی ہے اور ہر غیر مسلم ملک میں آباد مسلمانوں کے مسائل بھی یکساں نہیں۔ ایسے میں ان مسائل کے حل کے لیے اجتماعی اجتہاد کے اداروں کا قیام بہت اہمیت کا حامل ہے تاکہ مسلمان نہ صرف اپنی شناخت برقرار رکھ سکیں بلکہ اپنے مسائل جو کہ عائلی، معاشی، سیاسی اور حلال وحرام سے متعلق ہیں ان کا حل بھی ڈھونڈ سکیں۔ جہاں تک فقہ الاقلیات پر اعتراضات کا تعلق ہے، ان کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے تاکہ یہ گنجائشوں اور رعایتوں کی فقہ ہی نہ بن جائے۔

ڈاکٹر رمضان بوطی کے مطابق یہ کوشش گویا اسلام جو ایک عالمی دین ہے اسے علاقہ وار تقسیم کرنے کی کوشش ہے۔ جیسے امریکی اسلام، یورپی اسلام اور چینی اسلام جیسی اصطلاحات مروج ہوں گی۔ ان کے مطابق رفع الحرج اور مصلحت کے قواعد کا تعلق کسی خاص علاقے کے لوگوں کے لیے نہیں بلکہ یہ عمومی قواعد ہیں جو تمام مسلمانوں کے لیے ہیں۔ ڈاکٹر رمضان بوطی کے اس اعتراض کو بجا سمجھا جاتا ہے کیونکہ ہمارے بعض فقہی ادارے اس وقت غیر مسلم حکومتوں کے دباؤ کا شکار نظر آتے ہیں اور یہی تاثر ان کے بعض فتاوی سے بھی ملتا ہے۔ مثلاً یورپی افتاء کونسل کے فیصلوں میں غیر مسلم مرد کے تحت بیوی کے قبول اسلام کی شکل میں اور غیر مسلم ممالک کے بنکوں سے سود پر قرض لے کر مکانوں کی تعمیر، ایسے فتاوی ہیں جن استثناءات کو اختیار کیا گیا ہے، حالانکہ ان کی اجازت ماضی اور حال میں کسی فقیہہ نے نہیں دی، اس قسم کے فتاویٰ پر بہر حال تحفظات کا پایا جانا فطری امر ہے۔

جہاں تک ڈاکٹر بوطی کے اعتراضات کا تعلق ہے تو بنظر غور ان کا جائزہ لینے کے بعد اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ مسلمان اور دنیا کے حالات اب وہ نہیں رہے جو ماضی میں تھے۔ دوسرا یہ کہ اگر ان مسلمانوں کو ان کے موجودہ علاقوں سے ہجرت کا مشورہ دیا جائے تو بین الاقوامی قوانین کی موجودہ صورت حال میں کوئی بھی دوسرا ملک ان کو پناہ نہیں دے سکتا۔ علاوہ ازیں شہریت کا موجودہ تصور بھی بہت سی پیچیدگیوں کا باعث ہے۔ مغربی ممالک میں تو اقلیت ہو چاہے اکثریت ہر ایک کو شہری حقوق حاصل ہیں لیکن مسلم ممالک جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے کسی دوسرے ملک کے باشندے کو شہریت دینے کو تیار نہیں چاہے وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو اور یہ موجودہ دور کا المیہ ہے۔ ان حالات میں جن ممالک میں مسلمان آباد ہیں، وہاں کے مخصوص حالات کے پیش نظر اُن کے مخصوص مسائل کا حل پیش کیا جانا ضروری ہے، وگرنہ مسلمانوں کا دین سے رہنمائی حاصل کرنا اور عمل پیرا ہونا مشکل ہو جائے گا۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو فقہ الاقلیات بہر حال آج کی اہم ضرورت ہے اور قابل فکر موضوع ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ فقہ کی اس نئی شکل کو مربوط اور ہم آہنگ کیا جائے تاکہ اسلام کی شکل ڈاکٹر بوطی کے تحفظات کے مطابق علاقہ وار نہ بن جائے۔

مراجع وحواشی

(۱) ابن منظور، لسان العرب، مادہ فقہ، دار، لسان العرب، بیروت، ۲/۱۱۱۹، (س-ن)

(۲) التوبہ ۹:۱۲۲

(۳) مسلم، الجامع الصحیح، کتاب فضائل الصحابہ، باب فضائل عبداللہ بن عباس، حدیث نمبر ۲۴۷۷، دار السلام للنشر والتوریع الریاض، ۲۰۰۰ء

(۴) محمود احمد غازی، ڈاکٹر، محاضرات فقہ، ۶۳، الفیصل ناشران وتاجران کتب اردو بازار لاہور، ۲۰۰۵ء

(۵) زرکشی، البحر المحیط، ۱/۱۲، دار الصفو ۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع، ۱۹۹۲ء

(۶) المعجم الوسیط، ۲/۷۶۲، احیاء التراث العربی، بیروت، المکتبۃ العلمیۃ طہران، (س-ن)

(۷) The Oxford English Dictionary second edition Vol-IX, Clarendon Press Oxford, 1989

(۸) القرضاوی، یوسف، ڈاکٹر: فی فقہ الاقلیات المسلمۃ، ص ۵۱، دار الشروق القاہرۃ، ۲۰۰۱ء

(۹)

(۱۰) Alalwani, Taha Jabar, Towards of Fiqh For Minorities: Some basic reflections, P.2, The international institute of Islamic Thought London-Washington, 2003 (Translated by: Ashur A. Shawis)

(۱۱) Al-Alwani, Taha, Jabir, Towards A Fiqh For Minorities: some basic reflections, 4. The International Institute of Islamic Throught London, Washington, 2003.

(۱۲) القرضاوی، یوسف، ڈاکٹر، فی فقہ الاقلیات المسلمۃ، ۳۰، دار الشروق قاہرۃ، ۲۰۰۱ء

(۱۳) http://messageinternational.org/Fiqh-of-theMuslim-minorities/

(۱۴) القرضاوی، یوسف، ڈاکٹر، فی فقہ الاقلیات المسلمہ، ۳۷

(۱۵) فی فقہ الاقلیات المسلمہ، ۴۳، ۵۳، دار الشروق، ۲۰۰۱ء

(۱۶) فی فقہ الاقلیات المسلمہ، ۵۳، ۶۳

(۱۷) القرضاوی، یوسف، ڈاکٹر، فی فقہ الاقلیات المسلمہ

(۱۸) صلاح الدین عبدالحلیم سلطان، ڈاکٹر، فقہ الاقلیات (مترجم: محمد ہشام الحق ندوی)

(۱۹) النحل ۱۶:۸۹ (۲۲) النساء ۴:۶۵

(۲۱) علی بن عمر الدارقطنی، سنن الدارقطنی، ۳/۴۰۳

(۲۲) سلیمان بن احمد الطبرانی، المعجم للصغیر للطبرانی، ۲/۱۵۲، المکتب الاسلامی، دار عمار بیروت، ۱۹۸۵ء

(۲۳) النحل ۱۶:۱۱۶ (۲۴) اسماعیل بن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۳/۳۹۴، دار طیبہ للنشر والتوریع، ۱۹۹۹ء

(۲۵) Al. Bouti Muhammad Said Ramadan, Fiqh of Minorites is the most recent means of playing with Allah's Religion.

(۲۶) Muhammad Said Ramzan Al. Butti, Fiqh of Minorties is the Most recent Means of Playing with Allah's Religion, (Translated by Mahdi Lock), 4. www.marifah.net.1429H

(۲۷) Abdul Hasan Ali Nadvi, Beware of the Emergence of A European or American Islam, http://www.occri.org.uk/articles/beware.html

(۲۸) Asif K Khan, The Fiqh of Minorities-The new fiqh to subvert Islam, 6 Khilafah Publications suite 301, 28 old Bramption Road, London, 2004

(۲۹) ڈاکٹر یوسف القرضاوی، فقہ الاقلیات، ۳۴ (مترجم: ایفا پبلی کیشنز نئی دہلی)

(۳۰) التوبہ ۹: ۲۳، ۳۳

(۳۱) ابن نجیم، الاشباہ والنظائر، ۱/ ۸۱۱، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی

(۳۲) البقرۃ ۲: ۵۸۱

(۳۳) الاعراف ۷: ۵۱۷

(۳۴) النساء ۴: ۸۲

(۳۵) بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد والسیر باب ما یکرہ من التنازع والاختلاف

(۳۶) احمد بن ادریس القرافی، الفروق: ۱/ ۱۷۶، مصر ۱۳۴۴ھ

(۳۷) البقرہ ۲: ۱۷۳

(۳۸) اجتماعی اجتہاد، (مقالہ نگار: ڈاکٹر فہیم اختر ندوی)، ۰۵۵، ترتیب وتدوین ڈاکٹر محمد طاہر منصوری، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، ۲۰۰۷ء